

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دشمن احمد پہ شدت کیجئے ☆ ملحدوں کی کیا مروت کیجئے

ولا تتركوا الى الذين ظلموا فتمسكم النار.

اور نہ میلان کرو ان لوگوں کی طرف جو ظالم ہیں ورنہ تمہیں نار جہنم پہنچے گی۔

# سوشل بائیکاٹ

کی

# شرعی حیثیت

از

فقیہ عصر ابو سعید مفتی محمد امین صاحب مدظلہ العالی

محمد پورہ، فیصل آباد



## انتساب

فقیر اس رسالہ کو پیر طریقت راہبر شریعت واقف اسرار حقیقت و معرفت شیخ المشائخ سلطان الاولیاء حضرت خواجہ سلطان عالم میرپوری قدس سرہ کے نام نامی اسم گرامی سے منسوب کرتا ہے جن کی نظر کیمیا اثر سے ہزاروں افراد سلوک کی منزلیں طے کر کے گوہر نایاب بنے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان کے فیض سے مالا مال کرے۔ آمین

فقیر ابو سعید خفہ

## بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله وحده والصلوة والسلام على من لا نبى بعده.

اما بعد!

حدود و قصاص کا قائم کرنا حکومت کا کام ہے۔ عیایا کا کام نہیں لیکن اگر معاشرہ میں بگاڑ پیدا ہو جائے کچھ افراد جرائم و معاصی کا ارتکاب کرنے لگ جائیں تو انکو درست اور سیدھا کرنے کے لئے معاشرہ کو برائیوں سے پاک و صاف رکھنے کیلئے جرائم پیشہ افراد سے قطع تعلقی ﴿بایکاٹ﴾ کرنا ان کے ساتھ میل جول، لین دین ترک کر دینا ان سے رشتہ ناطہ نہ کرنا ان کی تقریبات شادی غمی میں شریک نہ ہونا ان کو اپنی تقریبات میں شامل نہ کرنا نہایت ہی پر امن بے ضرر اور مؤثر ذریعہ ہے۔ آج سے تقریباً نصف صدی پہلے تک ہر زمانہ کے مسلمان اسی بایکاٹ کے ذریعہ اصلاح معاشرہ کرتے چلے آئے ہیں۔ چنانچہ شرح مشکوٰۃ میں ہے:

وهكذا كان داب الصحابة ومن بعد هم من المؤمنين

في جميع الازمان فانهم كانوا يقاطعون من حاد الله ورسوله مع حاجتهم اليه واثر وارضاء الله تعالى على ذلك.

﴿مرقات شرح مشکوٰۃ جلد ۱۰ ص: ۲۹۰﴾

یعنی صحابہ کرام اور ان کے بعد والے ہر زمانہ کے ایمان والوں کی یہ عادت رہی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے مخالفوں دشمنوں کے



ساتھ بائیکاٹ کرتے رہے حالانکہ ان ایمانداروں کو دنیاوی طور پر ان مخالفوں کی احتیاج بھی ہوتی تھی لیکن وہ مسلمان خدا تعالیٰ کی رضا کو اس پر ترجیح دیتے ہوئے بائیکاٹ کرتے تھے۔ خدا تعالیٰ مسلمانوں کو اپنی رضا جوئی کی اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ﴿آمین﴾

یہ بائیکاٹ قرآن و حدیث کے عین مطابق ہے بلکہ سید عالم ﷺ نے عملی طور پر بھی اسکو نافذ فرمایا۔ جب غزوہ خیبر میں یہودیوں کا محاصرہ کیا اور یہودی قلعہ میں محصور ہو گئے اور کئی دن گزر گئے تو ایک یہودی آیا اور اس نے کہا کہ اے ابو القاسم اگر آپ مہینہ بھر انکا محاصرہ رکھیں تو انکو پرواہ نہیں کیونکہ انکے قلعہ کے نیچے پانی ہے وہ رات کے وقت قلعہ سے اترتے ہیں اور پانی پی کر واپس چلے جاتے ہیں تو اگر آپ انکا پانی بند کر دیں تو جلدی کامیابی ہوگی۔ اس پر سید دو عالم ﷺ نے انکا پانی بند کر دیا تو وہ مجبور ہو کر قلعہ سے اتر آئے۔

فسار رسول اللہ ﷺ الی مائہم فقطع الماء علیہم فلما قطع خرجوا۔ ﴿زاد المعاد علی الرزقانی جلد ۴ ص: ۲۰۵﴾

اور ایک مرتبہ جبکہ حضرت سیدنا کعب بن مالک صحابی اور انکے ساتھی دو اور صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہم غزوہ تبوک سے پیچھے رہ گئے۔ واپسی پر سید دو عالم ﷺ نے جواب طلبی فرمائی اور تمام مسلمانوں کو حکم دیا کہ ان تینوں کے ساتھ بات چیت ترک کر دی جائے۔ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

ونہی النبی ﷺ عن کلامی و کلام صاحبی۔

یعنی رسول اکرم ﷺ نے میرے ساتھ اور میرے دونوں ساتھیوں کے بات چیت کرنے سے منع فرمادیا۔

فاجتنب الناس کلامنا۔ ﴿صحیح بخاری جلد دوم ص: ۶۷۵﴾

ہمارے ساتھ کوئی بھی بات نہ کرتا تھا۔ انتہی۔ اور اس بائیکاٹ کا یہ اثر ہوا کہ زمین باوجود وسیع ہونے کے ان پر تنگ ہو گئی بلکہ وہ اپنی جانوں سے بھی تنگ آ گئے۔ وضاحت علیہم الارض یمارحت وضاحت علیہم انفسہم وظنوا الاملجأ من اللہ الالیہ۔ ﴿قرآن مجید پارہ ۱۱﴾

اور یہ بائیکاٹ جب چالیس دن تک پہنچا تو رسول اکرم علیہ السلام نے حکم دیا کہ اب ان کی بیویاں بھی ان سے الگ ہو جائیں۔ پھر جب پورے پچاس دن ہو گئے تو خدا تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی اور اسکا حکم بذریعہ وحی نازل فرمایا۔ ﴿روح البیان﴾

تنبیہ:

یہ حضرات صحابہ کرام تھے ان سے لغزش ہوئی اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صاحب لولاک ﷺ کی برکت سے ان کی لغزش کو معاف فرمایا ان کی معافی کی سند قرآن مجید میں نازل فرمائی ان کے درجات بلند کئے لہذا اب کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ ان حضرات کے متعلق کوئی ادب سے گری ہوئی بات کہے یا دل میں بدگمانی رکھے کیونکہ صحابہ کرام کے ساتھ ایسا کرنا سراسر ہلاکت ہے اور دین کی بربادی ہے۔ خدا تعالیٰ ادب کی توفیق عطا فرمائے۔ ﴿آمین﴾



قطع تعلقی ﴿بایکاٹ﴾ کے متعلق قرآن پاک میں ہے: **ولا تتركوا الى الذين ظلموا فتسكم النار** . یعنی ظالموں کی طرف میلان نہ کرو ورنہ تمہیں نار جہنم پہنچے گی۔

نیز قرآن پاک میں ہے: **فلا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظالمین** . یعنی یاد آنے کے بعد ظالموں کے پاس نہ بیٹھو۔

اور حدیث پاک میں ہے: **عن عبد الله بن مسعود قال قال رسول الله ﷺ لما وقعت بنوا اسرائيل في المعاصي فنهتهم علمائهم فلم ينتهوا فجالسهم في مجالسهم وواكلوهم وشاربوهم فضرب الله قلوب بعضهم على بعض ولعنهم على لسان داود وعيسى بن مريم ذالك بما عصود كانوا يعتدون قال فجلس رسول الله ﷺ وكان متكئا فقال لا والذي نفسي بيده حتى تاطروهم اطرا** . ﴿ترمذی شریف ج: ۲ ص: ۱۳۰﴾

یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب بنی اسرائیل گناہوں میں مبتلا ہوئے تو ان کو ان کے علماء نے منع کیا مگر وہ باز نہ آئے پھر ان کے علماء نے ان کے ساتھ ان کی مجلسوں میں بیٹھنا شروع کر دیا اور ان کے ساتھ کھاتے پیتے رہے ﴿بایکاٹ نہ کیا﴾ تو خدا تعالیٰ نے ان کو ایک دوسرے کے دلوں پر مار دیا اور حضرت داؤد اور حضرت عیسیٰ کی زبانی ان پر لعنت بھیجی کیونکہ وہ نافرمانی کرتے حد سے بڑھ گئے تھے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اکرم ﷺ تکیہ لگائے تشریف فرماتھے۔ حضور اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جرائم پیشہ لوگوں کو روک لو۔

مذکورہ بالا بایکاٹ کا حکم ایسے لوگوں کے متعلق ہے جو عملی طور پر جرائم کا ارتکاب کرتے ہیں لیکن جو لوگ دین کے ساتھ دشمنی کریں اور خدا تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کی شان و عظمت پر حملے کریں ایسے بد مذہبوں کے لئے سخت حکم ہے ان کے ساتھ بایکاٹ نہ کرنا میل ملاپ، محبت دوستی کرنا سخت حرام ہے۔ اگرچہ وہ مال باپ ہوں یا بیٹے بیٹیاں ہوں بہن بھائی کنبہ برادری ہو۔ قرآن پاک میں ہے:

**يا ايها الذين امنوا لاتتخذوا اباكم و اخوانكم اولياء ان استحبوا الكفر على الايمان ومن يتولهم منكم فاولئك هم الظالمون** .

یعنی اے ایمان والو! اگر تمہارے باپ، دادا اور تمہارے بھائی بہن ایمان پر کفر کو پسند کریں تو ان سے محبت و دوستی نہ کرو اور جو تم میں سے ان کے ساتھ دوستی کرے گا وہ ظالموں میں سے ہوگا۔

نیز قرآن پاک میں ہے:

**لاتجدقوا مياؤمنون بالله واليوم الآخر يوادون من حاد الله ورسوله ولو كانوا اباؤهم او ابنائهم او اخوانهم او عشيرتهم اولئك**



كتب في قلوبهم الايمان وايدهم بروح منه ويدخلهم جنت تجري من تحتها الانهر خالدين فيها رضى الله عنهم ورضوا عنه اولئك حزب الله الا ان حزب الله هم المفلحون ۝

یعنی تم نہ پاؤ گے کسی اس قوم کو جو خدا تعالیٰ پر اور آخرت پر ایمان رکھتے ہوں وہ دوستی کریں ایسے لوگوں سے جو دشمنی اور مخالفت کریں اللہ تعالیٰ اور اسکے پیارے رسول ﷺ سے اگرچہ وہ دشمنی کرنے والے ان کے باپ ہوں یا بیٹے ہوں بھائی ہوں یا کنبہ برادری ہو۔ ایسے ایمان والوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان نقش فرمادیا ہے۔ اور ان کی روح سے مدد فرماتا ہے اور انہیں بہشتوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں ان بہشتوں میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ خدا تعالیٰ ان سے راضی وہ خدا سے راضی یہ لوگ خدا تعالیٰ کی جماعت ہیں اور خدا تعالیٰ کی جماعت ہی دونوں جہان میں کامیاب ہے۔

آیت مذکورہ کا مفہوم یہ کہ خدا تعالیٰ پر ایمان اور خدا کے رسول کے دشمنوں کے ساتھ دوستی یہ دونوں چیزیں اکٹھی ہو ہی نہیں سکتیں چنانچہ تفسیر روح المعانی میں ہے :

والکلام علی مافی الکشاف من باب التخیل خیل ان

من الممتع المحال ان تجد قومًا مؤمنین یوادون المشرکین۔

یعنی آیت مبارکہ میں یہ تصور دلایا گیا ہے کہ کوئی قوم مومن بھی ہو اور کفار و مشرکین کیساتھ اسکی محبت و دوستی بھی ہو یہ محال و ممتنع ہے۔ نیز اسی میں

ہے: مبالغۃ فی النهی عنه والزجر عن ملابسة والتصلب فی مجانبۃ اعداء اللہ تعالیٰ۔ یعنی آیت مذکورہ میں خدا تعالیٰ اور اس پیارے رسول ﷺ کے دشمنوں کے ساتھ محبت و دوستی کرنے سے مبالغہ کے ساتھ منع فرمایا گیا ہے اور ایسا کرنے والوں کیلئے زجر و توبیخ ہے اور خدا تعالیٰ کے دشمنوں سے الگ رہنے کی پختگی بیان کی گئی ہے۔ خدا تعالیٰ جل مجدہ نے اپنے حبیب پاک کے صحابہ کرام کے دلوں میں ایسا ایمان نقش کر دیا تھا کہ ان کی نظروں میں حبیب خدا ﷺ کے مقابلہ میں کسی کی کوئی وقعت ہی نہ تھی خواہ وہ باپ ہو کہ بیٹا، بھائی ہو کہ بہن، چنانچہ سیدنا امیر المومنین ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے باپ ابو قحافہ کی زبان سے سید دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں گستاخی سنی تو اسکو ایسا مکار سید کیا کہ وہ گر گیا۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا اور حضور نے پوچھا: افعلت یا ابابکر۔ اے ابو بکر تو نے ایسا کیا ہے۔ عرض کی ہاں یا رسول اللہ: قال لاتعد قال واللہ لو کان السیف قریبا منی لضربتہ۔ یا رسول اللہ خدا تعالیٰ کی قسم اگر میرے قریب تلوار ہوتی تو میں اسکو مار دیتا اس پر آیت مذکورہ نازل ہوئی۔ ﴿روح المعانی﴾

اور سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے باپ کے منہ سے اپنے محبوب آقا کی شان میں کوئی ناپسندیدہ بات سنی تو اسے منع کیا وہ باز نہ آیا تو اس باپ کو قتل کر دیا جیسے روح المعانی میں ہے: عن انس قال کان ای ابو عبیدہ قتل اباه وهو من جملة اساری بدرییدہ لما سمع منه



فی رسول اللہ ﷺ ما یکرہ ونہاہ فلم ینتہہ۔ یوں ہی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ماموں عاص بن ہشام کو بدر کے دن اپنے ہاتھ سے قتل کر دیا اور حضرت مولیٰ علی شیر خدا اور حضرت حمزہ اور حضرت عبیدہ بن حارث نے عتبہ شیبہ اور ولید بن عمیر کو اپنے ہاتھ سے قتل کر دیا۔

نیز ایک صحابی جو کہ آنکھوں سے معذور تھے رضی اللہ عنہ اس صحابی کے بچوں کی ماں نبی کریم رسول مکرم ﷺ کی شان میں بے ادبی کیا کرتی تھی۔ وہ صحابی اسے منع کرتے وہ باز نہ آتی تھی۔ ایک رات جبکہ اس نے سرکار کی شان میں گستاخی کے الفاظ کہے تو صحابی رضی اللہ عنہ نے چہرہ پکڑا اور اس کے پیٹ پر رکھ کر دبایا اور اس کو قتل کر دیا۔ جب صبح ہوئی تو شور برپا ہوا۔ نبی اکرم ﷺ نے لوگوں کو بلا کر فرمایا جس نے یہ کیا ہے اس پر حد قائم ہوگی تو اچانک وہ صحابی لوگوں کی گردنیں پھلانگتے حاضر ہو گئے اور عرض کیا اے اللہ کے نبی اس کو میں نے قتل کیا ہے کیونکہ یہ حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کیا کرتی تھی میں اسے منع کرتا یہ باز نہیں آتی تھی تو آج جب اس نے گستاخی کی بات کی تو میں نے اسے قتل کر دیا ہے حالانکہ میں ناپینا ہوں اور اس سے میرے دو بچے موتیوں جیسے ہیں اور یہ عورت میری رفیقہ حیات تھی۔ یہ سن کا نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: الا اشہدوا ان دمہا حدر۔ یعنی گواہ ہو جاؤ کہ اس صحابی کا خون معاف ہے۔

﴿ابوداؤد، نسائی، الصارم المسلول لابن تیمیہ ص: ۶۷﴾

خدا تعالیٰ ان پاک روحوں پر لاکھوں، کروڑوں، اربوں، کھربوں رحمتیں

نازل فرمائے جنہوں نے امت کو عشقِ مصطفیٰ کا درس دیا اور یہ ثابت کر دیا کہ ناموسِ مصطفیٰ کے سامنے سب ہیچ ہیں۔ حضور رحمتِ دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزت و عظمت کے سامنے نہ کسی استاد کی عزت ہے نہ کسی پیر کا تقدس رہ جاتا ہے نہ ماں باپ کا وقار نہ بیوی بچوں کی محبت آڑے آتی ہے نہ مال و دولت ہی رکاوٹ بن سکتی ہے۔

سبحان من کتب الایمان فی قلوب المومنین وایدہم بروح منہ۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عشق و محبت ہی کی بنا پر خدا تعالیٰ نے ان کے جذبات کی تعریف فرمائی ہے: اشداء علی الکفار رحماء بینہم۔ یعنی وہ کافروں دشمنوں پر بڑے ہی سخت ہیں اور آپس میں رحمدل ہیں۔ بلکہ اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ خدا اور رسول جل جلالہ ﷺ کے دشمنوں کے ساتھ دشمنی اور شدت کی مقدار پر ہی عشق و محبت کا نکھار ہوتا ہے جو شخص محبت کا دعویٰ تو کرے لیکن محبوب کے دشمنوں کے ساتھ بغض و عداوت نہ رکھے وہ محبت میں سچا نہیں ہے وہ محبت محبت ہی نہیں ہے بلکہ وہ بربریت ہے دھوکہ ہے فریب ہے۔ الحاصل خدا تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کے دوستوں کے ساتھ دوستی اور ان کے دشمنوں کے ساتھ دشمنی افضل الاعمال ہیں حدیث پاک میں ہے: افضل الاعمال الحب فی اللہ و البغض فی اللہ۔ ﴿مشکوٰۃ شریف﴾

یعنی عملوں میں سے افضل ترین عمل خدا تعالیٰ کے دوستوں سے محبت



کرنا اور خدا تعالیٰ کے دشمنوں کے ساتھ دشمنی کرنا ہے۔ رسول اکرم ﷺ  
دربار الہی میں یوں دعا کرتے ہیں:

اللهم اجعلنا ها دين مهتدين غير ضالين ولا مضلين سلما  
لاوليئك وعدو الاعدائك نحب بحبك من احبك ونعادي بعد  
اوتك من خالفك اللهم هذا لدعا عليك الاجابة.

﴿ترمذی شریف ج: ۲ ص: ۱۷۸﴾

یا اللہ! ہم کو ہدایت دہندہ ہدایت یافتہ کریا اللہ ہم کو گمراہ اور گمراہ کرنے  
والا نہ کریا اللہ ہم کو اپنے دوستوں کے ساتھ محبت و دوستی کرنے والا اور اپنے  
دشمنوں کے ساتھ دشمنی و عداوت رکھنے والا بنا۔ یا اللہ ہم تیری محبت کے وجہ  
سے تیرے دوستوں سے محبت کریں اور تیرے ساتھ ان کی عداوت کی وجہ  
سے ہم ان سے عداوت رکھیں۔ یا اللہ یہ ہماری دعا ہے اسے قبول فرما۔

ان ارشادات عالیہ کو وہ صلح کلی حضرات آنکھیں کھول کر دیکھیں جو  
لوگ بے سوچے سمجھے جھٹ کہہ دیتے ہیں کہ حضور تو کافروں کو بھی گلے لگاتے  
تھے۔ ان حضرات سے سوال ہے کہ رسول اکرم ﷺ خدا تعالیٰ کے ارشاد  
مبارک یا ایہا النبی جاہد الکفار والمنافقین واغلظ علیہم کے  
مطابق حکم الہی کی تعمیل کرتے تھے یا نہیں۔ ہر مسلمان کا ایمان ہے کہ احکام  
خداوندی کی تعمیل سید دو عالم ﷺ سے بڑھ کر کوئی نہیں کر سکتا اور نہ کسی نے کی  
ہے۔ بنا برین رسول اکرم ﷺ نے مسجد نبوی شریف سے منافقوں کا نام لے کر

مسجد سے نکال دیا۔ سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قام رسول اللہ ﷺ يوم جمعة خطيبا فقال قم يا فلان  
فاخرج فانك منافق اخرج يا فلان فانك منافق فاخرجهم  
باسمائهم ففضحهم ولم يك عمر بن الخطاب شهد تلك  
الجمعة لحاجة كانت له فلقبهم وهم يخرجون من المسجد  
فاختبأ منهم استحياء انه لم يشهد الجمعة وظن ان الناس قد  
انصرفوا واختبأ وامنه وظنوا انه قد علم بامرهم فدخل المسجد  
فاذا الناس لم يتصرفوا فقال له رجل ابشر يا عمر فقد فضح الله  
نعالی المنافقين اليوم. ﴿تفسیر روح المعانی ج: ۱۱ ص: ۱۱، تفسیر مظہری  
ج: ۲ ص: ۲۸۹، تفسیر ابن کثیر ج: ۲ ص: ۳۸۴، تفسیر خازن ج: ۳  
ص: ۱۱۵، تفسیر بغوی علی الخازن ج: ۳ ص: ۱۱۵، تفسیر روح البیان ج: ۳  
ص: ۴۹۳﴾

یعنی رسول اکرم ﷺ جمعہ کے دن جب خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے  
تو فرمایا اے فلاں تو منافق ہے لہذا مسجد سے نکل جا۔ اے فلاں تو بھی منافق ہے  
مسجد سے نکل جا۔ حضور ﷺ نے کئی منافقوں کے نام لے کر نکالا اور ان کو  
سب کے سامنے رسوا کیا۔ اس جمعہ کو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
ابھی مسجد شریف میں حاضر نہیں ہوئے تھے۔ کسی کام کی وجہ سے دیر ہو گئی تھی  
اب وہ منافق مسجد سے نکل کر رسوا ہو کر جا رہے تھے تو سیدنا فاروق اعظم آرہے



تھے تو فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ شرم کی وجہ سے چھپ رہے تھے کہ مجھے تو دیر ہو گئی ہے شاید جمعہ ہو گیا۔ لیکن منافق فاروق اعظم سے اپنی رسوائی کی وجہ سے چھپ رہے تھے۔ پھر جب فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں داخل ہوئے تو ابھی جمعہ نہیں ہوا تھا۔ بعد میں ایک صحابی نے کہا: اے عمر تجھے خوشخبری ہو کہ آج خدا تعالیٰ نے منافقوں کو رسوا کر دیا ہے۔ اور سیرت ابن ہشام میں عنوان قائم کیا ہے: طرد المنافقين من مسجد رسول اللہ ﷺ اور اس کے تحت فرمایا کہ منافق لوگ مسجد نبوی میں آتے اور مسلمانوں کی باتیں سن کر ٹھٹھے کرتے دین کا مذاق اڑاتے تھے۔ ایک دن کچھ منافق مسجد نبوی شریف میں اکٹھے بیٹھے تھے آہستہ آہستہ آپس میں باتیں کر رہے تھے ایک دوسرے کے ساتھ قریب قریب بیٹھے تھے۔ رسول اکرم ﷺ نے دیکھ کر کہا: فامروہم رسول اللہ ﷺ فاخرجوا من المسجد اخراجاً عنيفاً۔ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ ان منافقوں کو سختی سے نکال دیا جائے۔ اس ارشاد پر حضرت ابو ایوب، خالد بن زید اٹھ کھڑے ہوئے اور عمر بن قیس کو ٹانگ سے پکڑ کر گھسیٹتے مسجد سے باہر پھینک دیا پھر حضرت ابو ایوب نے رافع بن ودیعہ کو پکڑا اس کے گلے میں چادر ڈال کر خوب بھیجا اور اس کے منہ پر طمانچہ مارا اور اس کو مسجد سے نکال دیا اور ساتھ ساتھ حضرت ابو ایوب فرماتے جاتے: اف لك منافقا خبيثا۔ ارے خبیث منافق تجھ پر افسوس ہے۔ اے منافق رسول اکرم ﷺ کی مسجد سے نکل جا۔ اور ادھر حضرت عمارہ بن حزم نے زید بن عمرو کی

داڑھی کو پکڑا زور سے کھینچا اور کھینچتے کھینچتے مسجد سے نکال دیا اور پھر اس کے سینے پر دونوں ہاتھوں سے تھپڑ مارا کہ وہ گر گیا۔ اس منافق نے کہا اے عمارہ تو نے مجھے بہت عذاب دیا ہے۔ تو صحابی حضرت عمارہ نے فرمایا خدا تجھے دفع کرے جو خدا تعالیٰ نے تیرے لئے عذاب تیار کیا ہے وہ اس سے بھی سخت تر ہے۔ فلا تقربن مسجد رسول اللہ ﷺ۔ آئندہ رسول اللہ ﷺ کی مسجد مبارک کے قریب نہ آنا۔

اور بنو نجار قبیلہ کے دو صحابی ابو محمد جو کہ بدری صحابی تھے اور ابو محمد مسعود نے قیس بن عمرو کو جو کہ منافقین میں سے نوجوان تھے گڈی پر مارنا شروع کیا حتیٰ کہ مسجد سے باہر نکال دیا۔ اور حضرت عبداللہ بن حارث نے جب سنا کہ حضور نے منافقوں کے نکال دینے کا حکم فرمایا ہے حارث بن عمرو کو سر کے بالوں سے پکڑ کر زمین پر گھسیٹتے گھسیٹتے مسجد سے باہر نکال دیا وہ منافق کہتا تھا اے ابن حارث تو نے مجھ پر بہت سختی کی ہے تو انہوں نے جواب میں فرمایا: اے خدا کے دشمن تو اسی لائق ہے تو نجس ہے پلید ہے آئندہ مسجد کے قریب نہ آنا۔ ادھر ایک صحابی نے اپنے بھائی زری بن حارث کو سختی سے نکال کر فرمایا افسوس تجھ پر شیطان کا تسلط ہے۔ ﴿سیرت ابن ہشام ج: ۱ ص: ۵۲۸﴾

نیز خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو ارشاد فرمایا کہ تم ابراہیم ﴿علیہ السلام﴾ کی پیروی میں خدا تعالیٰ اور اس کے حبیب ﷺ کے دشمنوں سے ہمیشہ نفرت اور بیزاری رکھو ارشاد ہے: قد كانت لكم اسوة حسنة في ابراهيم



والذين معه اذ قالوا لاقومهم انا براء منكم ومما تعبدون من دون الله كفرنابكم وبدا بيننا وبينكم العداوة والبغضاء ابدا حتى تؤمنوا بالله وحده. ﴿سورة ممتحنة﴾

یعنی اے ایمان والو تمہارے لئے ابراہیم ؑ علیہ السلام اور ان کے ماننے والوں میں اچھی پیروی ہے جب کہ انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ ہم تم سے اور تمہارے بتوں سے بیزار ہیں ہم انکاری ہیں اور ہمارے تمہارے درمیان جب تک تم خدا وحدہ پر ایمان نہ لاؤ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دشمنی ٹھن گئی ہے۔

اور تفسیر روح المعانی میں حدیث قدسی منقول ہے: يقول الله تبارك و تعالى وعزتي لا ينال رحمتي من لم يوال اوليائي ويواد اعدائي. ﴿صفحہ ۳۵ جز ۲۸﴾

یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مجھے میری عزت کی قسم جو شخص میرے دوستوں کے ساتھ دوستی نہیں کرتا اور میرے دشمنوں کے ساتھ دشمنی نہیں کرتا وہ میری رحمت حاصل نہیں کر سکتا۔

اور درۃ الناصحین میں علامہ خوئی نے ایک حدیث پاک ذکر کی ہے:

روى عن رسول الله ﷺ انه قال اوحى الله تعالى الى موسى عليه الصلوة والسلام قال يا موسى هل عملت لى عملاق قال الهى صليت لك وصمت لك وتصدقت لك و ذكرت لك فقال الله يا موسى ان الصلوة لك برهان والصوم

لك جنة والصدقة لك ظل والذكر لك نور فای عمل عملت لى فقال دلنى على عمل هولك قال يا موسى هل واليت لى ولما قط وهل عاديت لى عدوا. ﴿درۃ الناصحین صفحہ ۲۱۰﴾

یعنی رسول اکرم ﷺ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف وحی بھیجی فرمایا اے موسیٰ تو نے میرے لئے بھی کوئی عمل کیا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی یا اللہ میں نے تیرے لئے نماز پڑھی، خدا تعالیٰ نے فرمایا نماز تو تیرے ہی لئے برہان بنے گی۔ عرض کی یا اللہ میں نے تیرے لئے روزے رکھے ہیں، خدا تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ روزہ تو تیرے ہی لئے ڈھال بنے گا۔ پھر عرض کی میں نے تیرے لئے صدقہ دیا ہے، خدا تعالیٰ نے فرمایا صدقہ تو تیرے ہی لئے سایہ بنے گا۔ عرض کی میرے خدا میں نے تیرے لئے تیرا ذکر کیا ہے۔ فرمایا اے موسیٰ ذکر تو تیرے ہی لئے نور ہو گا۔ بتا تو نے میرے لئے کونسا عمل کیا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی میرے پروردگار تو ہی بتا دے کہ وہ کونسا عمل ہے جو تیرے لئے ہو۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا اے پیارے موسیٰ کیا تو نے میرے دوستوں کے ساتھ محبت و دوستی کی ہے اور کیا تو نے میرے دشمنوں کے ساتھ دشمنی کی ہے۔ اسی طرح کا ایک واقعہ ایک ولی اللہ کے ساتھ پیش آیا جیسا کہ تفسیر روح البیان جلد ۴ صفحہ ۷۸ پر ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ کے دربار میں خدا تعالیٰ کے دوستوں کے ساتھ محبت کرنا جتنا مقبول و محبوب عمل ہے اتنا ہی خدا تعالیٰ کے دشمنوں



کے ساتھ دشمنی و عداوت رکھنا مقبول و محبوب عمل ہے۔ نیز خدا تعالیٰ اور اسکے پیارے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت اور ان کے دشمنوں گستاخوں کی محبت آپس میں ضدیں ہیں یہ دونوں بیک وقت ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتیں۔

مخدوم الاولیاء سیدنا امام ربانی خواجہ مجدد الف ثانی سرہندی قدس سرہ نے فرمایا: دو محبت متباہنہ جمع نشوند جمع ضدین را محال گفتہ اند محبت یکے مستلزم عداوت دیگرست۔ ﴿مکتوبات امام ربانی، مکتوب ۱۶۵ جلد اول﴾

یعنی دو محبتیں جو ایک دوسرے کی ضد ہوں ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتیں کیونکہ اجتماع ضدین محال ہے۔ اگر خدا تعالیٰ اور اسکے پیارے رسول ﷺ کی دل میں محبت ہوگی تو خدا اور رسول کے دشمنوں کی محبت دل میں نہیں آ سکتی اور خدا تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کے دشمنوں کی جتنی محبت و دوستی دل میں آئے گی تو خدا اور رسول ﷺ جل جلالہ و علیہ السلام کی محبت اتنی ہی کم ہو جائے گی۔

نیز فرمایا: علامت کمال محبت کمال بغض است باعداء او ﷺ۔

﴿مکتوب ۱۶۵ جلد اول﴾

یعنی تاجدار مدینہ ﷺ کی ساتھ کمال محبت کی یہ علامت ہے کہ سیدہ دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دشمنوں کے ساتھ کمال بغض و عداوت ہو۔

نیز فرمایا: وباکفار کہ دشمنان خدائے عز و جل اند و دشمنان رسول وے علیہ و آلہ الصلوٰۃ والسلام دشمن باید بود و در ذل و خواری

ایشان سعی باید نمود و بپنج وجہ عزت نباید داد و ایس بید و لتاں را در مجلس خود راہ نباید داد۔ ﴿مکتوب ۱۶۵﴾

یعنی کافروں کے ساتھ جو کہ خدا تعالیٰ اور اسکے پیارے حبیب کے دشمن ہیں دشمنی رکھنی چاہیئے اور ان کو ذلیل و خوار کرنے میں کوشش کرنی چاہیئے اور کسی طرح ان کی عزت نہیں کرنی چاہیئے اور ان بد بختوں کو اپنی مجلس میں نہیں آنے دینا چاہیئے۔

نیز فرمایا: در رنگ سگاں ایشاں را دور باید داشت۔ ﴿مکتوب: ۱۶۳ جلد اول﴾  
یعنی خدا اور رسول کے دشمنوں کو کتوں کی طرح دور رکھنا چاہیئے۔

نیز فرمایا: پس عزت اسلام در خواری کفر و اہل کفرست کیچہ اہل کفر را عزیز داشت اہل اسلام را خوار ساخت۔ ﴿مکتوب: ۱۶۳ جلد اول﴾  
یعنی اسلام کی عزت اسی میں ہے کہ کفر و کفار کو خوار و ذلیل کیا جائے جو شخص کفر والوں کی عزت کرتا ہے وہ حقیقت میں مسلمانوں کو ذلیل کرتا ہے۔

نیز سیدنا امام ربانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: راہیچہ بجانب قدس بزرگوار شما علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام رسالت میں اس است اگر بایں راہ رفتہ نشود موصول باجناب قدس دشوارست۔ ﴿مکتوب ۱۶۵ جلد اول﴾  
یعنی رسول اکرم ﷺ کی بارگاہ تک لے جانو الا یہی ایک راستہ ہے کہ ان کے دشمنوں کے ساتھ دشمنی و عداوت رکھی جائے اگر اس راستہ کو چھوڑ دیا جائے تو اس دربار دربار تک رسائی مشکل ہے۔ انتہی۔



بد مذہبوں کے ساتھ بائیکاٹ کے متعلق چند احادیث مبارکہ بیان کی جاتی ہیں۔



عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ یكون فی اخر الزمان دجالون کذابون یاتونکم من الاحادیث بمالم تسمعون انتم ولا ابائکم فایاکم وایاہم لایضلونکم ولایفتونکم۔

﴿مسلم شریف﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا آخری زمانہ میں کچھ لوگ کذاب دجال بہت جھوٹے دھوکہ باز آئیں گے وہ تم سے ایسی باتیں بیان کریں گے جو نہ تم نے سنی ہوں گی نہ تمہارے باپ دادا نے سنی ہوگی لہذا اے میری امت تم ان کو اپنے سے بچاؤ اور اپنے آپ کو ان سے بچاؤ کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

سبحان اللہ۔ کیا شان ہے تاجدارِ مدینہ ﷺ کی، آپ نے نورِ نبوت سے پہلے ہی دیکھ لیا کہ دین کے ڈاکو آئیں گے۔ بھولے بھالے مسلمانوں کو ان سنی اور بناوٹی باتیں سنا کر اپنے دجل و فریب سے ان کے ایمان لوٹیں گے لہذا اس شفیق امت ﷺ نے پہلے سے ہی امت کو چنے کی تدبیر بتائی کہ اے میری امت بے دینوں کے قریب مت بٹھکنا اور نہ ان کو اپنے قریب آنے دینا ورنہ گمراہ ہو

جاؤ گے لیکن امت کے کچھ بے لگام افراد ہیں جو کہتے پھرتے ہیں جی صاحب ہر کسی کی بات سنی چاہیے دیکھیں بھلا کہتے کیا ہیں۔ اسی بنا پر بد مذہبوں کے جلسوں میں جانے والے ان کا لڑ پچڑ پڑھنے والے ان کی تقریریں سننے والے ہزاروں لوگ گمراہ بد دین ہو گئے جہنم کا ایندھن بن گئے۔

حسبنا اللہ ونعم الوکیل ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔  
اے میرے مسلمان بھائیو ہوشیار، خبردار، ہوشیار، خبردار غیروں کے جلسوں میں مت جاؤ، ان کی تقریریں مت سنو، ان کے رسائل و اخبارات مت پڑھو ورنہ پچھتاؤ گے۔ اگر تقریر سنو تو اس کی جس کا دل محبتِ مصطفیٰ ﷺ سے لبریز ہے کتابیں اور رسالے پڑھو تو ان کے جن کے سینے عشقِ مصطفیٰ ﷺ سے معمور ہیں۔ سیدنا محمد بن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق منقول ہے:

عن اسماء بن عبید قال دخل رجلان من اصحاب الالهواء علی ابن سیرین فقالا یا ابابکر نحدثک بحديث فقال لا فقالا فنقرء عليك اية من كتاب الله فقال لا لتقومان علی اولاقومن قال فخرجا فقال بعض القوم یا ابابکر وماکان عليك ان یقرأ عليك آية من کتاب الله قال انی خشیت ان یقرأ علی اية فیقرذالك فی قلبی۔ ﴿از فتاویٰ الحرمین﴾

یعنی حضرت ابن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھے تھے کہ دو بد مذہب آئے اور انہوں نے عرض کی کیا حضرت اجازت ہو تو ہم آپ کو ایک حدیث



پاک سناں۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ پھر انہوں نے عرض کیا کہ اجازت ہو تو ہم قرآن پاک کی ایک آیت پاک بیان کریں آپ نے فرمایا ہرگز نہیں۔ یا تو تم یہاں سے چلے جاؤ یا میں اٹھ کر چلا جاتا ہوں۔ اس پر وہ دونوں خائب و خاسر ہو کر چلے گئے تو کسی نے عرض کیا حضور اس میں کیا حرج تھا کہ وہ دو آدمی قرآن پاک کی کوئی آیت پاک سناتے۔ اس پر حضرت سیدنا محمد بن سیرین قدس سرہ نے فرمایا کہ یہ دونوں بد مذہب تھے اگر یہ آیت پاک بیان کرتے وقت اپنی طرف سے اس میں پچر لگا دیتے تو مجھے ڈر تھا کہ کہیں وہ تحریف میرے دل میں بیٹھ جاتی اور میں بھی بد مذہب ہو جاتا۔

سبحان اللہ۔ وہ امام ابن سیرین جلیل القدر محدث، قوم کے پیشوا، وقت کا علامہ، علم کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر، وہ تو بد مذہبوں سے اتنا پرہیز کریں کہ قرآن پاک کی ایک آیت ان سے سننے کے روادار نہیں اور آج کے ان پڑھ دین سے بے خبر اتنی بے باکی اور جرأت سے کہہ دیتے ہیں کہ جی صاحب ہر کسی کی بات سنی چاہیے۔

ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم۔

یوں ہی حضرت سعید بن جبیر سے کسی نے کوئی بات پوچھی تو آپ نے اسکو جواب نہ دیا۔ فقیل له فقال اذایشان۔ ﴿فتاویٰ الحرمین﴾ کسی نے عرض کیا کہ حضرت آپ نے اسکو جواب کیوں نہیں دیا تو آپ نے فرمایا یہ بد مذہبوں میں سے ہے۔

﴿۲﴾

قال رسول الله ﷺ ان مجوس هذه الامة المكذبون باقدار الله ان مرضوا فلا تعود وهم وان ماتوا فلا تشهدوهم وان لقيتموهم فلا تسلموا عليهم۔ ﴿ان ما جہ شریف﴾

یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قضا و قدر کو جھٹلانے والے اس امت کے مجوسی ہیں۔ ﴿حالانکہ وہ نمازیں بھی پڑھتے ہیں روزے بھی رکھتے ہیں﴾ فرمایا کہ اگر وہ بیمار پڑیں تو ان کو پوچھنے مت جاؤ اور اگر وہ مر جائیں تو ان کے مرنے پر ان کے جنازہ وغیرہ میں مت شریک ہو اگر تم سے ملیں تو ان کو سلام نہ کرو۔

## بزرگانِ دین کے ارشادات

حضرت سیدنا سہل تستری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

من صحح ایمانه واخلص توحیده فانه لا یوانس الی مبتدع ولا یجالسه ولا یواکله ولا یشاربه ولا یصاحبه ویظہرله من نفس العداوة والبغضاء۔ ﴿روح المعانی ۲۸/۳۵﴾

یعنی جس شخص نے اپنا ایمان درست کیا اور اپنی توحید کو خالص کیا وہ کسی بد مذہب سے انس و محبت نہ کرے گانہ اس کے پاس بیٹھے گانہ اس کے ساتھ کھائے پیئے گانہ اس کے ساتھ آئے جائے گا بلکہ اپنی طرف سے اس کے لئے دشمنی اور بغض ظاہر کرے گا۔



نیز فرمایا: من ضحك الى متدع نزع الله تعالى نور الايمان من قلبه ومن لم يصدق فليجرب. ﴿روح المعانی ۲۸/۳۵﴾  
یعنی جو شخص کی بد مذہب کے ساتھ خوش طبعی کرے خدا تعالیٰ اس کے دل سے نور ایمان نکال لے گا۔ جس بندے کو اس بات کا اعتبار نہ آئے وہ تجربہ کر کے دیکھ لے۔

تفسیر روح البیان میں ہے: زوی ان ابن المبارک روى فی المنام فقيل له ما فعل الله بك فقال عاتبنى وواقفنى ثلاثين سنة بسبب انى نظرت باللفظ يوما الى مبتدع فقال انك لم تعاد عدوى فى الدين. ﴿روح البیان ص: ۴۱۹ ج: ۴﴾

وفات کے بعد کوئی شخص خواب میں سیدنا ابن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت سے مشرف ہوا اور عرض کیا حضرت آپ کے ساتھ خدا تعالیٰ نے کیا کیا تو فرمایا مجھے عتاب فرمایا اور مجھے تیس سال ایک روایت میں تین سال کھڑا رکھا اور اس عتاب کا سبب یہ کہ میں نے ایک دن ایک بد مذہب کی طرف شفقت سے دیکھا تھا تو خدا تعالیٰ نے فرمایا اے ابن مبارک تو نے میرے ایک دین کے دشمن کے ساتھ دشمنی کیوں نہیں کی۔ یہ واقعہ لکھنے کے بعد صاحب تفسیر روح البیان فرماتے ہیں: فكيف حال القاعد بعد الذکری مع القوم الظالمين. ﴿روح البیان ص: ۲۲۰﴾ پس کیا حال ہو گا اس شخص کا جو دیدہ دانستہ دین کے ظالموں کے پاس بیٹھتا ہے۔

عارف باللہ حضرت علامہ حقی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد مبارک:  
ان القوين السوء يجرا المرء الى النار ويحله دار البوار  
فينبغي للمؤمن المخلص السني ان يجتنب عن صحبة اهل  
الكفر و النفاق والبدعة حتى لا يسرق طبعه من اعتقادهم  
السوء وعملهم السي. ﴿روح البیان ج: ۴ ص: ۴۱۹﴾

یعنی برا ہم نشین انسان کو دوزخ کی طرف کھینچ کر لے جاتا ہے اور اسے ہلاکت کے گڑھے میں ڈال دیتا ہے لہذا مخلص اور سنی مومن کو چاہیئے کہ وہ کافروں منافقوں اور بد مذہبوں کی صحبت سے بچے تاکہ اس کی طبیعت میں ان کا بد عقیدہ اور برا عمل سرایت نہ کر جائے۔

نیز عارف باللہ علامہ حقی نے فرمایا: وفى الحديث من احب  
قوما على عملهم حشر فى زمرةهم وحوسب بحسابهم وان لم  
يعمل بعملهم. ﴿روح البیان ج: ۹ ص: ۴۹۴﴾

یعنی حدیث پاک میں ہے کہ جو شخص کسی قوم سے محبت کرے گا ان کے کسی عمل کو پسند کرے گا وہ انہیں کے ساتھ اٹھایا جائے گا اس قوم کے ساتھ حساب میں شریک ہو گا اگرچہ ان کے ساتھ اعمال میں شریک نہیں تھا۔

نیز تفسیر روح البیان میں ہے: ان الغلظة على اعداء الله تعالى من حسن الخلق فان ارحم الرحماء اذا كان مامورا



بالغلظة عليهم فما ظنك بغيره فهي لاتنافي الرحمة على الاحباب كما قال تعالى اشداء على الكفار. ﴿روح البیان ج: ۱۰ ص: ۶۷﴾  
یعنی خدا تعالیٰ کے دشمنوں پر سختی کرنا یہ بھی حسن خلق میں داخل ہے اس لئے کہ جب سب مہربانوں سے مہربان آقا کو اعدائے دین پر سختی کرنے کا حکم ہے تو دوسرے کا کیا شمار۔ لہذا دشمنانِ دین پر سختی کرنا یہ دوستوں پر مہربانی کے منافی نہیں ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ نے صحابہ کرام کی مدح کرتے ہوئے فرمایا ہے وہ دشمنوں پر بڑے سخت ہیں اور اپنوں پر بڑے مہربان ہیں۔

حضرت سیدنا فضیل بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد گرامی :

من احب صاحب بدعة احبط الله عمله واخرج نور الايمان من قلبه. ﴿غنیۃ الطالبین ص: ۸۰﴾

یعنی جس کسی نے کسی بد مذہب سے محبت کی خدا تعالیٰ اس کا عمل برباد کر دے گا اور اس کے دل سے نور ایمان نکال دے گا۔ نیز فرمایا: واذا اعلم الله عزوجل من رجل انه مبغض لصاحب بدعة زوجت الله تعالى ان يغفر ذنوبه وان قل عمله. ﴿غنیۃ الطالبین ص: ۸۰ ج: ۱﴾  
یعنی خدا تعالیٰ جب دیکھتا ہے کہ فلاں بد مذہبوں سے بغض رکھتا ہے مجھے امید ہے کہ خدا تعالیٰ اس کے گناہ بخش دے گا اگرچہ اس کی نیکیاں تھوڑی ہوں۔

حضرت سفیان بن عیینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد مبارک :

من تبع جنازة مبتدع لم يزل في سخط الله تعالى حتى يرجع

یعنی جو شخص کسی بد مذہب کے جنازہ پر گیا وہ لوٹنے تک خدا تعالیٰ کی ناراضگی میں رہے گا۔

سرکارِ غوثِ اعظم محبوب سبحانی قطب ربانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد مبارک :

وان لا يكثر اهل البدع ولا بدانيهم ولا يسلم عليهم.

﴿غنیۃ الطالبین ص: ۸۰﴾

یعنی بد مذہبوں کے ﴿جلسوں وغیرہ میں شرکت کر کے﴾ ان کی رونق نہ بڑھائے اور ان کے قریب نہ آئے اور ان پر سلام نہ کرے۔

نیز فرمایا: ولا يجالسهم ولا يقرب منهم ولا يهنئهم في الاعياد و اوقات السرور ولا يصلي اذ ماتوا ولا يترحم عليهم اذ ذكروا بل يبانيهم ويعاديهم في الله عزوجل معتقد بطلان مذهب اهل بدعة محتسبا بذلك الثواب الجزيل والاجر الكثير.

﴿غنیۃ الطالبین ص: ۸۰﴾

یعنی بد مذہبوں کے ساتھ نہ بیٹھے اور ان کے قریب نہ جائے اور نہ ہی انہیں عید اور شادی وغیرہ کے موقع پر مبارک دے اور جب وہ مرجائیں تو ان کا جنازہ نہ پڑھے اور جب ان کا ذکر ہو تو رحمۃ اللہ علیہ نہ کہے بلکہ ان سے الگ رہے اور ان سے خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے عداوت رکھے یہ اعتقاد کرتے ہوئے کہ ان کا مذہب باطل ہے اور ایسا کرنے میں ثواب کثیر اور اجر عظیم کی امید رکھے۔



امیر المؤمنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز مغرب پڑھ کر مسجد سے تشریف لائے تھے کہ ایک شخص نے آواز دی کون ہے جو مسافر کو کھانا کھلائے۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خادم سے فرمایا اس کو ساتھ لے آؤ وہ لے آیا۔ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے کھانا منگا کر دیا اس نے کھانا شروع کیا اس کی زبان سے ایک بات نکلی جس سے بد مذہبی کی بو آتی تھی۔ آپ نے فوراً اس کے سامنے سے کھانا اٹھوایا اور اس کو نکال دیا۔

﴿ملفوظات امام اہلسنت المفوظ حصہ دوم ص ۹۸﴾

پھر یہ کہ خدا تعالیٰ کے نافرمانوں اور مخالفوں کے ساتھ بائیکاٹ کرنا یہ کوئی نئی بات نہیں بلکہ یہ بائیکاٹ پہلی امتوں سے چلا آتا ہے۔ قرآن پاک میں ہے: وَاسْتَلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ اذِيعَدُونَ فِي السَّبْتِ اذْنَاتِهِمْ حِيَتَانَهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرْعًا وَيَوْمَ لَا يَسْبِتُونَ لَا تَأْتِيهِمْ ﴿سورہ اعراف﴾

یعنی اصحاب سبت جن کی بستی دریا کے کنارے واقع تھی انہوں نے ہفتہ کے دن مچھلیاں پکڑ کر خدا اور اسکے نبی کی نافرمانی کی تو اس قوم کے تین گروہ ہو گئے ایک نافرمانی کرنی والا ایک برائی سے روکنے والا تیسرا خاموش۔ آخر کار فرمانبردار گروہ نے نافرمانوں سے ایسا بائیکاٹ کیا کہ درمیان میں دیوار کھڑی کر دی نہ یہ ادھر جاتے نہ وہ ادھر آتے۔ جب نافرمانوں کی نافرمانی حد سے بڑھ گئی تو وہ بندر بنا کر ہلاک کر دیئے گئے۔ ﴿تفسیر مظہری جلد سوم سورہ اعراف﴾

ص: ۷۶، تفسیر روح المعانی سورہ اعراف جلد ۹ ص: ۹۳ ﴿

پھر طرفہ یہ کہ ہر نمازی وتر کی دعا میں پڑھتا ہے: وَنُخْلَعُ وَنَتْرَكُ مِنْ يَفْجُوكَ۔ یا اللہ ہم ہر اس شخص سے قطع تعلقی کریں گے اور علیحدہ ہو جائیں گے جو تیرا فرمان ہے۔ عجیب معاملہ ہے کہ مسلمان مسجد میں دربار الہی میں مؤدبانہ کھڑا ہو کر ہاتھ باندھ کر عہد کرتا ہے کہ یا اللہ ہم تیرے نافرمانوں، مخالفوں کے ساتھ بائیکاٹ کریں گے لیکن مسجد سے باہر آکر ساری باتیں بھول جاتا ہے خدا تعالیٰ عہد پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

### مسلمان بھائیوں سے اپیل۔

میرے مسلمان بھائیو! تاجدار مدینہ ﷺ کے بھولے بھالے اُتو ہوشیار، خبردار، ہوشیار، خبردار اپنے ایمان کو بچاؤ، اپنے بیگانے کو پہچانو، اور اگر شیطان دھوکہ دینے کی کوشش کرے تو مندرجہ بالا ارشادات کو بار بار پڑھو۔ خدا تعالیٰ دوست و دشمن کی پہچان نصیب کرے۔

ان ارید الا الا صلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ تعالیٰ!

طالب دعا

سگ دربار سلطانی فقیر ابو سعید محمد امین غفرلہ

۳ جمادی الآخرہ ۱۳۹۴ھ



## نتیجہ

﴿۱﴾ یہ تھا دنیا میں مسلمانوں کا خدا تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دشمنوں کے ساتھ بائیکاٹ لیکن قیامت کے دن خدا تعالیٰ کی طرف سے بائیکاٹ ہوگا چنانچہ قرآن پاک میں ہے: یوم یقول المنافقون والمنافقات للذین امنوا انظرونا نقتبس من نورکم قلیل ارجعوا ورائکم فالتمسوا نوار فضرب بینہم بسورلہ باب باطنہ فیہ الرحمۃ وظاہرہ من قبلہ العذاب. ﴿سورہ حدید پ: ۲۷﴾

یعنی قیامت کے دن ﴿جب پلصراط پر سے گذر ہوگا اور خدا تعالیٰ ایمان والوں کو نور عطا فرمائے گا﴾ اس نور کو دیکھ کر منافق مرد اور منافق عورتیں ایمان والوں سے کہیں گے کہ ہمیں ایک نگاہ دیکھو کہ ہم تمہارے نور سے کچھ حصہ لیں۔ اس پر فرمایا جائیگا اپنے پیچھے لوٹو وہاں نور ڈھونڈو۔ پھر جب لوٹیں گے تو ان کے درمیان دیوار کھڑی کر دی جائیگی جسکا ایک دروازہ ہوگا اس کے اندر کی طرف رحمت ہوگی اور باہر کی طرف عذاب ہوگا یعنی دیوار کے ذریعہ ایسا مکمل بائیکاٹ کر دیا جائیگا کہ منافق لوگ ایمان والوں کے نور کی روشنی بھی نہ لے سکیں گے۔

﴿۲﴾ جب قیامت کا دن ہوگا تو خدا تعالیٰ کی طرف سے اعلان ہوگا: وامتازوا الیوم ایہا المجرمون. ﴿سورہ یس پ: ۲۳﴾

یعنی اے نافرمانو کافرو آج میرے بندوں سے الگ ہو جاؤ۔ خدا تعالیٰ سب کو دین اسلام کی پیروی کی توفیق عطا فرمائے۔ مسلمان بھائیوں کی دعاؤں کا محتاج۔

فقیر ابو سعید غفرلہ والوالدیہ